تکملہ فتح الملہم میں متونِ احادیث کی لغوی تحقیق ومباحث

Research and discussions of Hadith's Texts in Takmila Fath-ul-Mulhim

ڈاکٹر ظل ھما*

ABSTRACT

The discipline of Hadith Studies is one of the richest and exclusive disciplines of knowledge as its branches extend to hundred. The religious scholars had written thousands monographs concerning Hadith interpretations and explanations. Many voluminous works appeared and exist and each of them is a commendable contribution to Hadith explanations. One of significant works on Hadith explanations is "Takmila Fath al-Mulhim" that is the result of scholastic efforts of many years by Mufti Muhammad Taqi Usmani. This explanation of Hadith Book Muslim was originated and finished till the "section of Marriage" by Allama Shabbir Ahmad Usmani but he could not extend to it to the last chapter due to his political engagements and later his demise closed the chapter. Molana Muhammad Taqi Usmani completed the remaining works in 18 years & 9 months. His method of interpretation is to decipher complicated, manifold and exotic words at first as the words plays key role in authentication and validity of any connotation. He provides detailed information regarding literal and lexical meaning of a word and then with proper justification and reasoning, he gives preference to someone. He also narrates variation and diversity of meaning attached to any word and proves his standpoint about meanings with allied

* Lecturer, Lahore College for Women Uni: Jhang Campus, Jhang

arguments. This article analyses his method with examples and implications.

Key words: Takmila Fath al-Mulhim, Hadith;s Texts, Interpretations, explanations.

دوسری صدی ہجری کے بعد حدیث کی باقاعدہ تدوین شروع ہوئی اور تیسری صدی ہجری میں ائمہ ستہ کی مشہور زمانہ تالیفات وجود میں آگئیں۔ احادیث کی جمع و ترتیب اور تہذیب کا یہ سلسلہ چلتا رہا اور مختلف انداز سے محدثین احادیث کو ترتیب دینے کی خدمات سرانجام دیتے رہے لیکن اس میں جو تلقی بالقبول صحیحین کو حاصل ہوا اور ان کی صحت پر امت مسلمہ کا جو اجماع ہوا، یہ مقام عظیم کسی اور مجموعہ حدیث کو حاصل نہ ہو سکا۔ علمائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ صحیحین کی شروح میں سے ابن حجر عسقلانیؒ (852ھ) کی فتح الباری بدرالدین عینیؒ (855ھ) کی عمدۃ القاری علامہ ابو زکریا یحیی بن شرف النووی (642ھ) کی صحیح مسلم بشرح النووی، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (1369ھ) کی فتح الملہم اور جسٹس تقی عثمانی کی تکملہ فتح الملہم کو اہم اور نمایاں مقام حاصل ہے۔ مفتی تقی عثمانی صاحب کی شرح ہذا دراصل شبیر احمد عثمانی کی شرحفتح الملہم کا تکملہ ہے۔ یہ صحیح مسلم کی عظیم الشان شرح ہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی نے چودھویں صدی ہجری کے وسط میں صحیح مسلم کی شرحفتح الملہم لکھنے کا آغاز کیا۔ آپ نے یہ شرح کتاب ا لنکاح تک تحریر فرمائی تھی کہ مسلمانوں کے لیے پاکستان کی شکل میں ایک ایسے خطہ کے حصول کی کاوشیں شروع ہو گئیں، جہاں مسلمان انگریزوں اور ہندوؤں کی غلامی سے نکل کر آزادی کی زندگی گزار سکیں۔ انگریزوں کی قوت اور ہندوؤں کی اکثریت سے مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ خطہ کا حصول ایک خواب کی حیثیت رکھتا تھا۔ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی اس خواب کی عملی تعبیر میں سرگرم ہوئے تو تصنیف و تالیف کا کام رک گیا اور کتاب ا لنکاح سے آگے نہ بڑھ سکا۔ یہاں تک کہ 1369ھ بمطابق 1949ء کو آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور فتح الملہم کا یہ کام تشنۂ تکمیل رہ گیا۔ تقریباً پچاس سال کا عرصہ اسی طرح گذر گیا، یہاں تک کہ

شرح ہذا کی تکمیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد تقی عثمانی کو منتخب فرمایا۔انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع کے حکم پر 25 جمادی الاول 1396ھ کو اس کام کا آغاز کیا اور تقریباً پونے انیس سال کی خاموش محنت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے 26 صفر 1415ھ کو مولانا محمد تقی عثمانی کے ہاتھوں سے فتح الملہم کی تکمیل فرمادی۔ محمد تقی عثمانی صاحب موجودہ دور کے عظیم محقق، مدبر، مفسر، محدث اور مفکر ہیں۔ موصوف کی اس شرح میں یک جا اتنا محدثانہ اور محققانہ مواد مل جاتا ہے کہ صرف اسی ایک تصنیف کو متعلقہ مباحث میں ایک کتب خانہ کے قائم مقام قرار دیا جاسکتا ہے۔اس طرح یہ تصنیف اساتذۂ حدیث اور طالبان علوم نبوت کے لیے ایک گراں قدر علمی تحفہ، مباحث، معلومات، فوائد و نکات اور نادر تحقیقات و تنقیحات کا ایسا خزانہ بن گئی ہے جو انہیں سینکڑوں کتابوں کی ورق گردانی سے محفوظ کر دیتی ہے۔علاوہ ازیں مختلف تلفظات کی صورت میں معانی بیان کرنا بھی مفتی محمد تقی صاحب کا ایک منہج ہے۔ان تمام اسالیب کی توضیح مع نظائر حسبِ ذیل ہے۔

واحد تلفظ

اکثر مقامات پر مفتی تقی عثمانی صاحب نے متونِ احادیث کے الفاظ کا ایک ہی تلفظ بیان کیا ہے۔بطورِ نمونہ چند امثلہ پیش کی جارہی ہیں:

الحدثی: بضم الحاء المهملة وسكون الدال وفتح المثلثة[1]۔ حاء مہملہ کی پیش، دال کے سکون اور ثاء کی زبر کے ساتھ۔

حجفة: بتقديم الحاء على الجيم وفتحهما[2]۔حاء کی جیم پر تقدیم اور دونوں کی زبر کے ساتھ۔

الحمارة: بكسر الحاء وسكون الميم والراء[3]۔حاء کی زیر، میم اور راء کے سکون کے ساتھ

متعدد تلفظات

بعض مقامات پر صاحب تکملہ نے الفاظ حدیث کے متعدد تلفظات بیان کیے ہیں اور ان میں سے کسی تلفظ کے راجح، اولیٰ، صحیح یا غلط ہونے کی نشاندہی نہیں کی۔ اس منہج کے کچھ نظائر درج ذیل ہیں:

نعما: فيه أربع لغات: الأول: كسر النون والعين، وتشديد الميم. والثاني: فتح النون، وكسر العين، وتشديد الميم. والثالث: كسر النون، واسكان العين و تخفيف الميم. والرابع: فتح النون، واسكان العين، وتخفيف الميم[4]۔

اس میں چار لغات ہیں: اول: نون اور عین کی زیر اور میم کی تشدید کے ساتھ۔ دوم: نون کی زبر، عین کی زیر اور میم کی تشدید کے ساتھ۔ سوم: نون کی زیر، عین کے سکون اور میم کی تخفیف کے ساتھ۔ چہارم: نون کی زبر، عین کے سکون اور میم کی تخفیف کے ساتھ۔

نمرقة: بضم النون والراء وسكون الميم، وقيل: بكسر النون والراء. وقيل: بضم النون وفتح الراء. ويقال: نمرق بلاهاء أيضاً۔[5]

نون اور راء کی پیش اور میم کے سکون کے ساتھ اور کہا گیا: نون اور راء کی زیر کے ساتھ اور کہا گیا: نون کی پیش اور راء کی زبر کے ساتھ اور کہا جاتا ہے کہ نمرق ھاء کے بغیر بھی ہے۔

الفجاءة: هو بضم الفاء وفتح الجيم والمد، يقال: فجأة بضم الفاء وسكون الجيم والقصر[6]۔

یہ فاء کی پیش، جیم کی زبر اور مد کے ساتھ ہے۔ کہا جاتا ہے: فجأۃ فاء کی پیش اور جیم کے سکون کے ساتھ ہے اور قصر بھی ہے۔

تشکیلِ حروف کی متعدد صحیح جہات:

بعض مقامات پر مفتی تقی عثمانی صاحب نے متونِ احادیث کے الفاظ کی متعدد جہات نقل

کی ہیں اور ان تمام جہات کا جواز بھی ذکر کیا ہے۔ بطورِ نمونہ چند امثلہ درج ذیل ہیں:

خدلا: ضبطه النووی والأبي بفتح الخاء وسكون الدال، وضبطه الحافظ بفتح الدال وتشديد اللام، وقيل: انه بكسر الدال، والكل سائغ في اللغة۔[7]

نووی اور ابی نے اس کو خاء کی زبر اور لام کی تشدید کے ساتھ نقل کیا ہے اور حافظ نے دال کی زبر اور لام کی تشدید کے ساتھ ضبط کیا ہے اور کہا گیا: یہ دال کی زیر کے ساتھ ہے اور لغت میں سب کی گنجائش ہے۔

الشنئی: نسبة الی شنوءة، وروی: شنوی بابدال الهمزة علی التخفيف، وروی: شنوئی والكل صحيح۔[8]

شنوءۃ کی طرف نسبت ہے اور ہمزہ کی جگہ واؤ کے ساتھ تخفیف پر بھی روایت کیا گیا ہے اور شنوئی بھی روایت کیا گیا ہے اور سب درست ہیں۔

الفری: والفری بفتح الفاء، ويجوز أن يكون بسكون الراء وتخفيف الياء، بوزن الرمی، ويجوز أيضا أن يكون بكسر الراء وتشديد الياء، بوزن الولیّ، وكلتاهما لغتان صحيحتان۔[9]

فاء کی زبر کے ساتھ اور الرمی کے وزن پر راء کا سکون اور یاء کی تخفیف بھی جائز ہے اور الولیّ کے وزن پر راء کی زیر اور یاء کی تشدید بھی جائز ہے اور دونوں لغات صحیح ہیں۔

مشہور، فصیح اور صحیح تلفظ کی تصریح

بعض مقامات پر مولانا تقی عثمانی صاحب نے متونِ احادیث کے الفاظ کے متعدد تلفظات ذکر کرتے ہوئے ان میں سے مشہور، فصیح اور صحیح تلفظ کی تصریح بھی کی ہے جیسا کہ درج ذیل تفصیل سے واضح ہو گا۔

مشہور تلفظ

مفتی تقی عثمانی صاحب نے جن الفاظِ حدیث کے مشہور تلفظ کا ذکر کیا ہے ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

جزيعة: بضم الجيم، وفتح الزاى۔۔۔ تصغير جزعة۔۔۔ وضبطه ابن فارس بفتح الجيم، وكسر الزاى ۔۔۔ والمشهور فى رواية المحدثين هو الأول۔[10]

جیم کی پیش اور زاء کی زبر کے ساتھ ہے۔۔۔ جزعۃ کی تصغیر ہے۔۔۔ ابن فارس نے اس کو جیم کی زبر اور زاء کی زیر کے ساتھ نقل کیا ہے۔۔۔ اور محدثین کی روایت میں پہلا تلفظ مشہور ہے۔

يطعن: بضم العين على المشهور، ويجوز فتحها لغة۔[11]

مشہور لغت کے مطابق عین کی پیش کے ساتھ ہے اور اس میں زبر بھی جائز ہے۔

الفرق: بفتح الفاء والراء، وقيل: بسكون الراء، والأول أشهر[12]۔

فاء اور راء کی زبر کے ساتھ اور کہا گیا: راء کے سکون کے ساتھ اور پہلا زیادہ مشہور ہے۔

فصیح لغت

بعض الفاظِ حدیث کی اعرابی حالت بیان کرتے ہوئے صاحبِ تکملہ نے فصیح لغات کا بھی ذکر کیا ہے۔ چند امثلہ بطور نمونہ پیش کی جا رہی ہیں۔

جزافا: هو بكسر الجيم مصدر من جازف يجازف، وقيل: هو بضم الجيم، وقيل بفتحها ولكن الكسر أفصح وأقيس[13]۔

جیم کی زیر کے ساتھ جازف یجازف سے مصدر ہے اور کہا گیا: جیم کی پیش کے ساتھ ہے اور کہا گیا: جیم کی زبر کے ساتھ اور لیکن زیر زیادہ فصیح اور قیاس کے مطابق ہے۔

نطعا: يجوز فيه كسر النون، وفتحها، وسكون الطاء وفتحها، والأفصح، على

ما ذكر النووی رحمه الله كسر النون وفتح الطاء۔ [14]

اس میں نون کی زیر اور زبر اور طاء کا سکون اور زبر جائز ہے اور امام نوویؒ کے مطابق فصیح لغت نون کی زیر اور طاء کی زبر ہے۔

الامارة: بكسر الهمزة، وقيل: بفتحها، والأول أفصح، وأنكر اللغويّون فتح الهمزة، وقالوا: هو لا يعرف[15]۔

ہمزہ کی زیر کے ساتھ ہے اور کہا گیا: زبر کے ساتھ ہے اور پہلا تلفظ فصیح ہے، ماہرینِ لغت نے ہمزہ کی زبر کا انکار کیا ہے اور انہوں نے کہا: یہ معروف نہیں۔

صحیح، راجح، واضح اور اولی تلفظ کی تصریح

متونِ احادیث کے الفاظ کی لغوی تشریح کے تحت مولانا تقی عثمانی صاحب نے بعض مقامات پر الفاظِ حدیث کے صحیح، راجح، واضح اور اولی تلفظ کے ذکر کرنے کا بھی اہتمام کیا ہے۔اس منہج کی توثیق ذیل کی امثلہ سے کی جاسکتی ہے۔

نعی أبی سفیان: ضبطه النووی بكسر العين وتشديد الياء وسكون العين مع تخفيف الياء، والوجه الثانی أولی لخفته[16]۔

نووی نے اس کو عین کی زیر، یاء کی تشدید اور عین کے سکون اور یاء کی تخفیف کے ساتھ نقل کیا ہے اور وجہ ثانی اس کے ہلکا ہونے کی وجہ سے زیادہ اولی ہے۔

فاخذهم سلما :ضبطه الخطابي وغيره بفتح السين واللام۔۔۔وضبطه الحميدی بكسر السين وسكون اللام۔۔۔ورجح القاضی عياض وابن الأثير الوجه الاول [17]

خطابی وغیرہ نے اس کو سین اور لام کی زبر کے ساتھ ضبط کیا ہے۔۔۔حمیدی نے اس کو سین کی زبر اور لام کے سکون کے ساتھ ضبط کیا ہے۔۔ قاضی عیاض اور ابن اثیر نے اول کو ترجیح دی

المرحّل فهو بفتح الراء والحاء المهلمة على ما هو الصواب الذى رواه الجمهور وضبطه المتقنون۔۔۔وحكى القاضى ان بعضهم رواته مرجل بالجيم ۔۔۔۔ والصواب الاول۔[18]

راءاور حاء مہملہ کی زبر کے ساتھ یہی صحیح ہے جس کو جمہور نے روایت کیااور پختہ لوگوں نے ضبط کیا۔۔۔۔ قاضی عیاض نے حکایت کیا کہ بعض نے اس کو جیم کے ساتھ مرجل روایت کیا۔۔۔اوراول تلفظ صحیح ہے۔

ترحل: ضبطه أكثر الشراح بفتح التاء وسكون الراء۔۔۔ وضبطه البعض تُرَحَّل بضم التاء و تشديد الحاء، من باب التفعيل وهو أوضح ۔[19]

اکثر شراح نے اس کو تاء کی زبر اور راء کے سکون کے ساتھ ضبط کیاہے۔۔۔اور بعض نے اس کو تاء کی پیش اور حاء کی تشدید کے ساتھ باب تفعیل سے تُرَحَّل ضبط کیاہے اور یہ زیادہ اوضح ہے۔

بلدغ: بضم الغين على أكثر الروايات۔۔۔ ورواه بعضهم بكسر الغين على أنه نهى، والاول اكثرو أصح۔[20]

اکثر روایات کے مطابق غین کی پیش ہے۔۔۔ بعض نے اس کو غین کی زبر کے ساتھ روایت کیااور پہلا تلفظ اکثر اور صحیح ہے۔

اکثر محدثین ورُواۃ کا تلفظ

بعض مقامات پر مفتی تقی عثمانی صاحب نے الفاظِ احادیث کے مختلف تلفظات بیان کرنے کے بعد اکثر محدثین ورُواۃ کے ہاں مروی تلفظ کاذکر بھی کیاہے،بطورِ نمونہ چند امثلہ ملاحظہ فرمائیں:

منفعة: بفتح الميم والفاء، وسكون النون۔۔۔ وقد حكاه بعضهم بضم الميم وفتح النون وكسر الفاء المشددة۔۔۔ ولكن رواية أكثر المحدثين على الاول۔[21]

میم اور فاء کی زبر اور نون کے سکون کے ساتھ۔۔۔اور بعض نے اس کو میم کی پیش، نون کی زبر اور فاء مشددہ کی زیر کے ساتھ نقل کیاہے۔۔۔لیکن اکثر محدثین نے پہلی طرح روایت کیاہے

حواری: ضبطه جماعة بفتح الياء المشددة، كمصرخيّ، وضبطه أكثرهم بكسرها مضافا الى ياء المتكلم[22]۔

ایک جماعت نے یاء مشددہ کی زبر کے ساتھ اس کو مصرخیّ کی طرح ضبط کیاہے اور اکثر نے اس کو یاء کی زیر کے ساتھ یاء متکلم کی طرف نسبت کرتے ہوئے ضبط کیاہے۔

مفرّدون: بفتح الفاء وكسر الراء المشددة من باب التفعيل فی رواية أكثر المشايخ، ورواه بعضهم بسكون الفاء وتخفيف الراء من باب الافعال۔[23]

اکثر مشایخ کی روایت میں بابِ تفعیل سے فاء کی زبر اور راء مشددہ کی زیر کے ساتھ ہے، بعض نے اس کو بابِ افعال سے فاء کے سکون اور راء کی تخفیف کے ساتھ ضبط کیاہے۔

غلط تلفظ کی نشاندہی

مولانا تقی عثمانی نے الفاظِ احادیث کے متعدد تلفظات نقل کرتے ہوئے غلط تلفظ کی نشاندہی بھی کی ہے۔اس ضمن میں موصوف نے بعض مقامات پر ذاتی رائے سے کام لیاہے اور بعض اوقات متقدمین شارحین کی تحقیقات سے استفادہ کیاہے۔ذاتی رائے پر مبنی چند امثلہ درج ذیل ہیں:

محجم: وهو بكسر الميم۔۔۔وقد أخطا من ضبطه بفتح الميم[24]۔

اور وہ میم کی زیر کے ساتھ ہے۔۔۔اور جنہوں نے اس کو میم کی زبر کے ساتھ ضبط کیا، انہوں نے غلطی کی ہے۔

أجادب: هو جمع الجدب، بفتح الجيم والدال۔۔۔وضبطه بعضهم بالذال المعجمة، وبعضهم أحادب وكلاهما خطأ[25]۔

وہ جدب کی جمع ہے، جیم اور دال کی زبر کے ساتھ۔۔۔ بعض نے اس کو ذال معجمہ کے ساتھ اور بعض نے أحادب لکھا اور یہ دونوں غلط ہیں۔

بعض مقامات پر صاحبِ تکملہ نے غلط تلفظ کی تصریح کے ضمن میں دیگر شارحین بالخصوص امام نووی اور قاضی عیاض کی تحقیقات نقل کی ہیں، جیسا کہ درج ذیل امثلہ سے واضح ہوگا۔

حبل الحبلة: بفتح الباء فیهما، وهو الصحیح عند المحققین، وغلط القاضی عیاض من أسکن الباء فی الأول۔[26]

دونوں میں باء کے اوپر زبر ہے اور یہی محققین کے نزدیک صحیح ہے، قاضی عیاض نے اس کو غلط قرار دیا، جس نے پہلی باء میں سکون قرار دیا۔

یوکی: هو الصحیح من ضبطه بالألف المقصورة، ومن ضبطه یوکأ بالهمزة خطّاه النووی۔[27]

الف مقصورہ کے ساتھ اس کا صحیح ضبط ہے اور جنہوں نے اس کو یوکأ ہمزہ کے ساتھ ضبط کیا، امام نووی نے ان کو غلط کہا۔

الارجوان: فالصواب أنه بضم الهمزة والجیم وسکون الراء بینهما۔ وضبطه بعضهم بفتح الهمزة وضم الجیم، ولکن غلّطه النووی[28]۔

صحیح یہ ہے کہ وہ ہمزہ اور جیم کی پیش کے ساتھ ہے اور ان کے درمیان راء ساکن ہے۔ بعض نے اس کو ہمزہ کی زبر اور جیم کی پیش کے ساتھ ضبط کیا، لیکن امام نووی نے اسے غلط کہا۔

تلفظ میں متعدد وجوہ کا احتمال

متونِ احادیث کے الفاظ میں سے اگر کوئی لفظ متعدد وجوہ کا احتمال رکھتا ہو تو مفتی تقی عثمانی صاحب نے ان احتمالات کی تصریح بھی کی ہے۔ بطورِ نمونہ چند امثلہ کا تذکرہ افادہ سے خالی نہیں ہوگا۔

کبر الکبر: وأما الکبر فیحتمل وجهین: الأول ان یکون بکسر الباء بوزن عنب۔ والاحتمال الثانی: أن یکون الکبر بضم الکاف وسکون الباء بمعنی الأکبر۔[29]

جہاں تک الکبر کا تعلق ہے تو اس میں دو وجہتوں کا احتمال ہے: اول: یہ باء کی زیر کے ساتھ عنب کے وزن پر ہو۔ اور دوسرا: یہ کاف کی پیش اور باء کے سکون کے ساتھ الأکبر کے معانی میں ہو۔

فتبرئکم یهود بخمسین یمینا :

یحتمل ان یکون تبرئکم بتخفیف الراء من الابراء، ویحتمل أن یکون بتشدیدها من التبرءۃ۔[30]

ممکن ہے کہ تبرئکم راء کی تخفیف کے ساتھ الابراء سے ہو اور ممکن ہے کہ یہ راء کی شد کے ساتھ التبرءۃ سے ہو۔

الفاظِ حدیث ولا یدعها للشیطان کی شرح میں صاحبِ تکملہ رقمطراز ہیں :

یمکن أن تکون اللام للتعلیل، بمعنی أنه لا ینبغی له أن یترکها من أجل اغواء الشیطان لأن ترکها انما یکون کبرا واستهانة باللقمة۔ والذی یحمله علی ذلك هو الشیطان۔ ویحتمل أن تکون اللام للتملیك والانتفاع، بمعنی أنه لا یدعها یتملکها أو ینتفع بها الشیطان[31]۔

ممکن ہے کہ لام تعلیل کا ہو اس معانی میں، کہ اس کے لیے مناسب نہیں، کہ وہ شیطان کے اغواء کی وجہ سے اس کو چھوڑے، کیونکہ اس کا چھوڑنا تکبر اور لقمے کی حقارت کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کو اس پر ابھارنے والا شیطان ہی ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ لام تملیک اور انتفاع کا ہو اس معانی

میں کہ اس کو نہ چھوڑے، کہ شیطان اس کا مالک بن جائے یا شیطان اس سے نفع اُٹھائے۔

متعدد تلفظات کی صورت میں معانی کا ذکر

بعض مقامات پر مفتی تقی عثمانی صاحب نے الفاظِ احادیث کے متعدد تلفظات نقل کرتے ہوئے ان کے مفاہیم بھی ذکر کیے ہیں جیسا کہ درج ذیل نظائر اس منہج پر دلالت کرتے ہیں۔

الجهد: بفتح الجيم: المشقة، وبالضم: الوسع والطاقة [32]۔

جیم کی زبر کے ساتھ جہد سے مراد مشقت اور ضمہ کے ساتھ اس سے مراد وسعت اور طاقت ہے۔

اللحن: أن للحن ستة معان: الخطأ في الاعراب واللغة، والغناء، والفطنة والتعريض، والفحوى فاللحن الذى هو الخطأفي الاعراب بسكون الحاء، واللحن بمعنى اللغة بفتحها، واللحن بمعنى الغناء بسكون الحاء، واللحن بمعنى الفطنة بسكون الحاء وفتحها جميعا، والفتح اشهر ۔۔۔ واما اللحن بمعنى التعريض فبسكون الحاء۔۔۔ واما اللحن بمعنى الفحوى فهو ساكن الحاء ايضا۔ [33]

اللحن کے چھ معانی ہیں: اعراب اور لغت میں غلطی کرنا، نغمہ میں غلطی کرنا، ذہانت، اشارہ کرنا اور کلام کا حاصل مقصود۔ پس وہ اللحن جو اعراب میں خطاء کے معانی میں ہے وہ حاء کے سکون سے ہے، لغت کے معانی میں اللحن حاء کی زبر کے ساتھ ہے۔۔۔ نغمہ میں غلطی کرنے کے معانی میں اللحن حاء کے سکون کے ساتھ ہے اور سمجھداری کے معانی میں حاء کے سکون اور زبر دونوں کے ساتھ ہے اور زبر زیادہ مشہور ہے۔۔ تعریض کے معانی میں اللحن حاء کے سکون کے ساتھ ہے۔۔۔اور الفحوی کے معانی میں بھی اللحن حاء کے سکون کے ساتھ ہے۔

نعمة: النعمة بضم النون بمعنى المسرة،وبفتح النون بمعنى التنعّم، وبكسر النون بمعنى الانعام۔[34]

نون کی پیش کے ساتھ خوشی کے معانی میں،نون کی زبر کے ساتھ نعمت (عیش و عشرت) کے معانی میں اور نون کی زیر کے ساتھ انعام کے معانی میں۔

أدلجوا: بهمزة القطع المفتوحة، وسكون الدال۔ أى ساروا أول الليل،أوساروا الليل كلّه۔۔۔ وضبطه بعضهم بهمزة الوصل وتشديد الدال: أدّلجوا ومعناه: السيّر في آخر الليل۔[35]

مفتوحہ ہمزہ قطعی اور دال کے سکون کے ساتھ،یعنی وہ لوگ رات کی ابتداء میں چل پڑے یا ساری رات چلتے رہے۔۔۔اور بعض نے اس کو ہمزہ وصل اور دال کی تشدید کے ساتھ أدّلجوا ضبط کیااور اس کا معانی رات کے آخر میں چلنا ہے۔

الدّبيلة: بضم الدال، تصغير للدبل، بفتح الدال بمعنى الطاعون[36]۔

دال کی پیش کیساتھ دبل کی تصغیر ہے اور دال کی زیر کے ساتھ طاعون کے معانی میں ہے۔

بعض مقامات پر مفتی تقی عثمانی نے متونِ احادیث کے تلفظات مع مفاہیم بیان کرنے کے بعد ذاتی رائے اور تحقیق بھی پیش کی جیسا کہ کتاب الطلاق باب طلاق الثلاث کی حدیثِ مبارکہ:

حدثنا اسحاق بن ابراہیم ومحمد بن رافع۔ واللفظ لابن رافع۔ قال اسحاق: أخبرنا، وقال ابن رافع، حدثنا عبد الرزاق، أخبرنا معمر، عن ابن طاوس عن أبيه، عن ابن عباس قال: كان الطلاق على عهد رسول الله ﷺ وأبي بكر، و سنتين من خلافة عمر، طلاق الثلاث واحدة، فقال عمر بن الخطاب: ان الناس

قد استعجلوا فی أمر قد كانت لهم فيه أناة، فلو أمضيناه عليهم! فأمضاه عليهم[37]۔ کے جزء كانت لهم فيه أناة کے لفظ أناة کی شرح میں موصوف نے یہ منہج اختیار کیا ہے:

الأناة بفتح الهمزة بمعنى المهلة، يعنى كانت لهم فيه مهلة وبقية استمتاع لانتظار المراجعة، وجعلها فی مجمع البحار الأناءة ممدودة وفرق بينها وبين الأناة المقصورة بأن المقصورة فی معنى المهلة، والممدودة بمعنى التثبت وترك العجلة، ولم أجدها ممدودة فی شيئى من الروايات الا فی مجمع البحار، فانه ذكر الحديث تحت لفظ الأناءة دون الأناة۔[38]

الأناة ہمزہ کی زبر کے ساتھ مہلت یا فرصت کے معانی میں ہے، یعنی ان کے لیے اس کے اندر مہلت تھی اور کچھ مراجعت کے انتظار کے لیے نفع حاصل کرنا تھا اور اس کو مجمع البحار میں الأناءة ممدودہ ذکر کیا گیا ہے اور انہوں نے اس کے اور الأناءة مقصورہ کے درمیان فرق کیا ہے کہ مقصورہ مہلت کے معانی میں ہے اور ممدودہ پختگی اور عجلت کو چھوڑنے کے معانی میں ہے اور میں نے اس کو مجمع البحار کے علاوہ کسی اور روایت میں ممدودہ نہیں پایا۔ انہوں نے حدیث کو الأناءة کے لفظ کے تحت ذکر کیا، الأناءة کے تحت نہیں۔

كتاب الوصية باب الوصية بالثلث کی حدیثِ مبارکہ:

حدثنا يحيىٰ بن يحيى التميمى، أخبرنا ابراهيم بن سعد، عن ابن شهاب، عن عامر بن سعد، عن أبيه، قال: عادنى رسول الله ﷺ فی حجة الوداع من وجع أشفيت منه على الموت، فقلت: يا رسول الله ﷺ! بلغنى ما ترى من الوجع، وأنا ذومال ولا يرثنى الا ابنة لى واحدة أفأتصدق بثلثى مالى؟ قال: لا، قلت: فأتصدق بشطره؟ قال:

لا، الثلث، والثلث كثير، انك أن تذر وورثتك أغنياء خير من أن تذرهم عالة يتكففون الناس، ولست تنفق نفقة تبتغي بها وجه الله الا أجر بها، حتى اللقمة تجعلها فى امرأتك قال: قلت: يا رسول الله! أخلف بعد أصحابي؟ قال: انك لن تخلف، فتعمل عملاً تبتغي به وجه الله الا ازددت به درجة ورفعة، ولعلك تخلف، حتى ينفع بك أقوام، ويضربك آخرون۔ اللّهم أمض لأصحابه هجرتهم ولا تردهم على أعقابهم، لكن البائس سعد ابن خولة قال: رثى له رسول الله ﷺ من أن توفي بمكة۔[39] کے الفاظ ان توفي بمكة کی شرح میں صاحبِ تکملہ نے بیان کیا:

بفتح الهمزة للتعليل، وأغرب الداودى، فتردد ففيه، فقال: ان كان بالفتح ففيه دلالة على أنه أقام بمكة بعد الصدر من حجته، ثم مات، وان كان بالكسر ففيه دليل على أنه قيل له أنه يريد التخلف بعد الصدر، فخشى عليه أن يدركه أجله بمكة ذكره الحافظ فى مناقب الفتح ثم قال: والمضبوط المحفوظ بالفتح، لكن ليس فيه دلالة على أنه أقام بعد حجه، لأن السياق يدل على أنه مات قبل الحج[40]۔

علت کے لیے ہمزہ پر زبر آئی ہے، داودی نے اس پر اعراب لگائے اور وہ اس میں تردد میں پڑ گیا، کہا: اگر یہ زبر کے ساتھ ہو تو اس میں اس بات پر دلالت ہے کہ وہ حج سے واپس آنے کے بعد مکہ میں ٹھہرے رہے، پھر وفات پا گئے اور اگر یہ زیر کے ساتھ ہو، تو اس میں اس بات پر دلالت ہے کہ ان سے کہا گیا: کہ وہ حج سے لوٹنے کے بعد وہاں رہنے کا ارادہ کرتے تھے، انہیں ڈر تھا ان کی موت کہیں مکہ میں نہ آجائے، ابن حجر نے فتح الباری میں اس کا ذکر کیا پھر فرمایا: مضبوط و محفوظ اعراب زبر کے ساتھ ہے، کیونکہ اس میں دلالت نہیں کہ وہ حج کے بعد بھی ٹھہرے رہے، کیونکہ سیاق اس بات

پر دلالت کرتا ہے کہ وہ حج سے پہلے فوت ہو گئے۔
مفتی تقی عثمانی صاحب نے یہ نقل کرنے کے بعد ذاتی رائے یوں بیان کی:

قلت: ولفظ مسلمٍ في الباب صريح في الرد على الداودي، فانه لا يمكن فيه كسر الهمزة[41]۔

میں کہتا ہوں: حدیثِ باب میں مسلم کا لفظ داودی کے رد میں صریح ہے، پس اس میں ہمزہ کی زیر ممکن ہی نہیں۔

معرب الفاظ کی تعیین اور ان کی اصل

مفتی تقی عثمانی صاحب نے احادیثِ مسلم میں وارد دیگر زبانوں کے الفاظ کی تصریح کی ہے اور بنیادی لغات کی روشنی میں ان الفاظ کی اصل بھی ذکر کی ہے جیسا کہ درج ذیل امثلہ سے معلوم ہو گا۔لفظ جزافا کی وضاحت کے تحت موصوف نے بیان کیا:

أصله معرب من لفظ الفارسية گزاف[42] جزاف فارسی لفظ گزاف سے معرب ہے

لفظ **الداناج** کی شرح کرتے ہوئے جسٹس صاحب نے بیان کیا :

الدناج معرب دانا وهو بالفارسية[43]۔

الداناج دانا کا معرب ہے اور وہ فارسی زبان کا لفظ ہے۔

لفظ **الماجشون** کی وضاحت میں تقی صاحب نے واضح کیا ہے:

وهو معرب ماگون باللغة الفارسية[44]۔ وہ فارسی زبان ماگون کا معرب ہے۔

لفظ **النردشیر** کی شرح میں صاحبِ تکملہ رقمطراز ہیں:

بفتح النون وسكون الراء والدال وكسر الشين، كلمة فارسية معربة[45]

نون کی زبر، راء اور دال کے سکون اور شین کی زیر کے ساتھ فارسی کلمہ ہے جو معرب ہے

تعیینِ ضمائر

مفتی تقی عثمانی صاحب نے متونِ احادیث کے الفاظ میں مذکور ضمائر کے مراجع کی تعیین کرتے ہوئے احادیثِ مبارکہ کی معنویت واضح کی ہے اور بعض مقامات پر ضمیر کے مرجع کے بارے میں شارحین کی مختلف آراء بھی ذکر کی ہیں۔ چند امثلہ بطورِ نمونہ درج ذیل ہیں:

۱۔کتاب المساقاۃ والمزارعۃ باب الامر بقتل الکلاب وبیان نسخہ کی حدیثِ مبارکہ:

عن ابن عمر، قال: قال رسول اللهﷺ: من اقتنى كلبا الا كلب ماشية، أو ضار، نقص من عمله كل يوم قيراطان[46]۔ کے الفاظ نقص من عملہ کی شرح کے تحت موصوف نے بیان کیا:

ضمير الفاعل حينئذ يرجع الى الكلب، أو الى الرجل المقتنى[47]۔

فاعل کی ضمیر اس وقت کتے یا ذخیرہ کرنے والے آدمی کی طرف لوٹے گی۔

۲۔کتاب البر والصلۃ والآداب باب تحریم الکبر کی حدیثِ مبارکہ:

عن أبي سعيد الخدرى وأبي هريرة قالا: قال رسول اللهﷺ: العزّ ازاره، والكبرياء رداؤه۔ فمن ينازعنى، عذبته[48]۔ کے الفاظ العز ازارہ کی شرح میں مفتی تقی عثمانی نے ذکر کیا:

ضمير الغائب هنا لله تعالىٰ[49]۔ غائب کی ضمیر یہاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

۳۔کتاب الزہد والرقائق باب تشمیت العاطس، وکراھۃ التثاؤب کی حدیثِ مبارکہ:

عن أنس بن مالك، قال: عطس عند النبىﷺ رجلان فشمّت أحدهما ولم يشمّت الآخر۔ فقال الذى لم يشمّته: عطس فلان فشمّته، وعطست أنا فلم تشمتنى۔ قال: ان هذا حمد الله، وانك لم تحمد الله[50]۔ کے الفاظ فشت احدهما

کی شرح میں جسٹس صاحب نے بیان کیا:

وضمیر الفاعل راجع الی النبی ﷺ[51] فاعل کی ضمیر نبی ﷺ کی طرف لوٹتی ہے۔

اگر کسی ضمیر کے مرجع کے بارے میں شارحین کی آراء مختلف ہوں تو مفتی تقی عثمانی صاحب نے ان اختلافی آراء کے نقل کرنے کا بھی اہتمام کیا ہے مثلاً: کتاب البر والصلۃ باب النھی عن ضرب الوجہ کی حدیثِ مبارکہ:

عن ابي هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ۔ وفي حديث ابن حاتم عن النبي ﷺ قال: اذا قاتل أحدكم أخاه، فليجتنب الوجه۔ فان الله خلق آدم على صورته[52]۔ کے خط کشیدہ الفاظ میں صورتہ کی ضمیر کے مرجع کے بارے میں شارحین کی متعدد آراء ہیں۔ اکثر کے ہاں یہ ضمیر مضروب پر لوٹتی ہے کیونکہ چہرہ محترم ہے، بعض نے حدیثِ مبارکہ: ان الله خلق آدم على صورة الرحمن سے استدلال کرتے ہوئے ضمیر کو اللہ کی طرف لوٹایا ہے۔ بعض نے اسے آدم کی صفتِ علم کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ اسی صفت کی وجہ سے انسان کو حیوان پر فضیلت دی[53]۔

مفتی تقی عثمانی صاحب نے ان مختلف آراء کو نقل کرنے کے بعد بیان کیا ہے کہ:

ويظهر لي وجه آخر في تفسير هذا الحديث، والله اعلم، وهو أن الضمير يعود على الله سبحانه وتعالى، ولكن الاضافة في صورته اضافة الشيئى الى فاعله، فالمراد منها ليس صورة الله التي تصور بها (والعياذ بالله) وانما المراد والصورة التي صورها وخلقها، والمقصود أن الله تعالىٰ خلق آدم على صورته التي صورها حسب مشيئته وحكمته فلا يجوز لانسان ان يشوهها باللطم والضرب۔ وانما خصّ الوجه بهذا الحكم، مع أن جميع الاعضاء مصورة من الله سبحانه، لأن الوجه أبرز ما يمتاز به

انسان من آخر، فکان معنی التصویر فیه أبلغ وأظهر۔ وعلى هذا لا یحتاج الحدیث الى تاویل أو توقف، والا فهو من المتشابهات التی الأسلم فی مثلها السکوت والتوقف[54]۔

مجھے اس حدیث کی ایک اور تفسیر ظاہر ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ ضمیر اللہ کی طرف لوٹتی ہے، لیکن صورتہ کے لفظ میں شے کی اضافت اسکے فاعل کی طرف ہے،اس سے مراد اللہ کی وہ تصویر نہیں جو اسکے بارے میں تصور کی جائے (نعوذ باللہ)اور وہ صورت مراد ہے جس کو اللہ نے بنایا ہے اور پیدا کیا ہے اور مقصود یہ ہے کہ اللہ نے آدم کو اس صورت پر پیدا فرمایا، جو اللہ نے ان کی صورت اپنی مشیئت اور حکمت کے مطابق بنائی، کسی انسان کے لیے جائز نہیں کہ اس کو تھپڑ مارے اور مارنے کے ساتھ بد شکل بنائے۔ چہرے کو اس حکم کے ساتھ خاص کیا گیا، باوجود کہ سارے اعضاء اللہ کے بنائے ہوئے ہیں، کیونکہ چہرہ سب سے واضح ہے، جس سے کوئی انسان دوسرے انسان سے ممتاز ہوتا ہے، تو اس میں تصویر والا معانی زیادہ بلیغ اور ظاہر ہو گا اور اس بناء پر حدیث کسی تاویل یا توقف کی محتاج نہ ہو گی، وگرنہ تو یہ متشابہات میں سے ہے، جن کے بارے میں سلامتی والا رستہ سکون اور توقف کا ہے۔

اخیر میں مولانا تقی عثمانی صاحب نے اپنی اس تفسیر کا امام بیہقی اور ابن فورک کی رائے کے موافق ہونا یوں ذکر کیا:

ثم رأیت فی کلام البیهقی رحمه الله فی کتابه الأسماء والصفات وفی مشکل الحدیث لابن فورك رحمه الله أنهما ذکرا هذا التفسیر، وثقه البیهقی عن بعض أهل النظر، فلله الحمد[55]۔

پھر میں نے امام بیہقیؒ کی کتاب الاسماء والصفات اور ابن فورکؒ کی مشکل الحدیث میں دیکھا کہ انہوں نے یہ تفسیر ذکر کی ہے اور بیہقی نے بعض اہل النظر سے اس کی توثیق کی ہے، پس تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔

خلاصہ یہ کہ حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے قارئین کی سہولت کے پیشِ نظر متونِ احادیث کے الفاظ کے تلفظات بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے۔اس ضمن میں موصوف نے اکثر مقامات پر واحد تلفظ بیان کیا ہے، بعض مقامات پر متعدد تلفظات نقل کرنے پر اکتفا کیا اور بعض اوقات متعدد تلفظات کے تذکرہ کے بعد سبھی کی صحت بیان کی ہے، بعض مقامات پر مشہور، فصیح، صحیح،اولی اور غلط تلفظ کی تصریح بھی کی ہے۔صاحبِ تکملہ بسا اوقات تلفظ میں متعدد وجوہ کے احتمالات ذکر کرتے ہیں،علاوہ ازیں مختلف تلفظات کی صورت میں معانی بیان کرنا بھی مفتی محمد تقی عثمانی کا ایک منہج ہے۔

حوالہ جات

[1] تقی عثمانی، محمد، مفتی، تکملہ فتح الملہم، مکتبہ دار العلوم کراچی، 1432ھ، ج1،ص42 /ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب، دار صادر بیروت، الطبعة الثالثة، 1414ھ، ج2،ص133/ الزبیدی، محمد مرتضی، الحسینی، محب الدین، ابوالفیض، تاج العروس من جواہر القاموس، دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، 1414ھ، ج5،ص213

[2] تکملہ، ج2، ص395/ الجوہری، اسماعیل بن حماد، الصحاح تاج اللغة وصحاح العربیة، دار العلم للملایین، بیروت، الطبعة الرابعة، 1407ھ، ج4،ص 1341/ لسان العرب،39/9

[3] تکملہ،525/6،الأزہری، محمد بن احمد، ابومنصور، تھذیب اللغة،داراحیاء التراث العربي، بیروت، الطبعة الاولی، 2001ء، ج8،ص127/دیگر نظائر دیکھیں، تکملہ، 180/1، 244/2، 295، 42/3، 487، 652، 58/4، 185، 268/5، 601، 62/6

[4] تکملہ، ج2،ص244/ الصحاح، ج5،ص2042/تاج العروس، ج33،ص514۔515

[5] تکملہ، ج4،ص172/ تھذیب اللغة، ج9،ص310/ لسان العرب، ج10،ص361

[6] تکملہ، 240/4/ تاج العروس،344/1؛ مزید امثلہ کیلئے دیکھیں، تکملہ،60/3، 4/ 365، 386

،367/5، 549۔550، 153/6

[7]تکملہ، 253/1، النووی، یحییٰ بن شرف، ابوزکریا، صحیح مسلم بشرح النووی، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1401ھ، کتاب البیوع، باب: کراء الارض، 129/10۔130، الأبی، محمد بن حلیفہ، الوشتانی، صحیح مسلم مع شرحہ المسمی اکمال اکمال المعلم، تحقیق، محمد سالم ہاشم، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولیٰ 1415ھ،270/5،ابن حجر العسقلانی، احمد بن شہاب، ابوالفضل، فتح الباری، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، الطبعۃ الرابعۃ، 1408ھ، 497/9

[8]تکملہ، ج1، ص544

[9]تکملہ، ج5، ص83، *مزید امثلہ کے لیے دیکھیں*، تکملہ، 107/2، 5/4، 161/17

[10]تکملہ، 368/2، ابن فارس، احمد بن فارس بن زکریا، ابوالحسین، معجم مقاییس اللغۃ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولیٰ، 1422ھ، ص114، صحیح مسلم بشرح النووی، 171/11

[11]تکملہ، 172/3، صحیح مسلم بشرح النووی، 130/11،الفراہیدی، خلیل بن احمد، کتاب العین،دار مکتبۃ الہلال، س۔ن، 4/2، 135/15،ابن حجر العسقلانی، احمد بن شہاب، ابوالفضل، تہذیب التہذیب، تحقیق، مصطفیٰ عبدالقادر عطاء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولیٰ، 1415ھ، 105/2

[12]تکملہ، 618/5، تہذیب اللغۃ، 99/9، الزمخشری، محمود بن عمر، الفائق فی غریب الحدیث، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولیٰ، 1417ھ، 104/3، *مزید دیکھیں*، تکملہ، 417/1، 4/3، 124/5، 414/6۔547، 548/391، 517

[13]تکملہ، ج1، ص355، تاج العروس، ج12، ص114

[14]تکملہ، 632/2، تاج العروس، 482/11۔483، صحیح مسلم بشرح النووی، 34/12

[15] تکملہ،270/3، تہذیب اللغة،581/2۔582،مزید امثلہ کے لیے دیکھئے،

تکملہ،3/1،4/624،5/167،25/442

[16] تکملہ،230/1، صحیح مسلم بشرح النووی،116/10

[17] تکملہ،246/3۔247،الخطابي، حمد بن محمد بن ابراہیم ،الخطاب،البستی، ابوسلیمان، معالم السنن، شرح سنن ابي داؤد، المطبعة العلمية، الحلب، الطبعة الاولیٰ، 1351ھ، 288/2،قاضی عیاض، عیاض بن موسی الیحصبی، ابو الفضل، شرح صحیح مسلم للقاضی عیاض المسمی اکمال المعلم بفوائدمسلم ،دارالوفاء للطباعة والنشروالتوزیع،الطبعة اولیٰ، 1419ھ، 202/6،ابن اثیر، مبارك بن محمد بن اثیر، جامع الاصول فی أحادیث الرسول، محقق، ابوعبد الله عبد السلام محمد عمر، دار الفکر بیروت، لبنان، الطبعة الاولیٰ،1417ھ، 147/2

[18] تکملہ،117/4،اکمال المعلم بفوائد مسلم،594/6، لسان العرب،278/11

[19] تکملہ،308/6،تاج العروس،61/29،صحیح مسلم بشرح النووی،29/18۔30،اکمال المعلم بفوائد مسلم،442/8، شرح السنوسی،353/9

[20] تکملہ،493/6،لسان العرب،201/14،الفیروز آبادی، محمد بن یعقوب، مجد الدین، القاموس المحیط، دار احیاء التراث العربي، بیروت، لبنان، الطبعة الاولیٰ،1412ھ،153/1، مزید امثلہ کے لیے دیکھئے، تکملہ،6/3،384/71، 443۔444

[21] تکملہ،660/1، صحیح مسلم بشرح النووی،44/11، اکمال المعلم بفوائد مسلم،311/5، شرح الأبي والسنوسی،540/5

[22] تکملہ،125/5،صحیح مسلم بشرح النووی،188/15۔189، اکمال المعلم بفوائد مسلم، 427/7۔427

[23] تکملہ،535/5،صحیح مسلم بشرح النووی،17/4، اکمال المعلم بفوائد مسلم،174/8، شرح الأبي والسنوسی،72/9،مزید امثلہ کے لیے دیکھیں، تکملہ،63/3۔4،64/223، 125/5

[24]تکملہ، ج4، ص335

[25]تکملہ، ج4، ص489

[26]تکملہ، ج1، ص321، اکمال المعلم بفوائد مسلم، ج5، ص133

[27]تکملہ، ج3، ص645، صحیح مسلم بشرح النووی، ج13، ص176

[28]تکملہ، ج4، ص102، صحیح مسلم بشرح النووی، ج14، ص42

[29]تکملہ، ج2، ص272

[30]تکملہ، ج2، ص273

[31]تکملہ، ج4، ص26، مزید امثلہ کے لیے دیکھیں، تکملہ، ج4، ص22، 392

[32]تکملہ، 292/2، طاہر پٹنی، مجمع بحار الأنوار فی غرائب التنزیل ولطائف الأخبار، مکتبۃ دار الایمان المدینۃ المنورۃ، الطبعۃ الثالثۃ، 1415ھ، 411/1

[33]تکملہ، 566/2، ملخص از لسان العرب، 255/12۔257

[34]تکملہ، ج3، ص260، الفائق فی غریب الحدیث، ج3، ص313۔314

[35]تکملہ، ج4، ص491

[36]تکملہ، 101/6، القاموس المحیط، 547/3، مزید امثلہ کے لیے دیکھیں، تکملہ، 567/3۔568، 219/4، 407، 74/5۔75، 168۔169، 294/6

[37]تکملہ، ج1، ص151

[38]تکملہ، ج1، ص151، مجمع بحار الأنوار، ج1، ص126

[39]تکملہ، ج2، ص98۔108

[40]تکملہ، ج2، ص108، فتح الباری، ج7، ص379

[41]تکملہ، ج2، ص108

[42]تکملہ، ج1، ص355۔356، تاج العروس، ج12، ص113

[43]تکملہ،497/2، احمد بن مصطفی اللبابیدی الدمشقی، اللطائف فی اللغۃ، دار الفیضلۃ، القاہرہ،143/1، الزمخشری، محمود بن عمرو بن احمد، أساس البلاغۃ، محقق، محمد باسل عیون السود، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولیٰ،1419ھ،300/1

[44]تکملہ،63/3، پٹنی، محمد طاہر بن علی الھندی، الشیخ، المغنی، ادارہ اسلامیات لاہور، س۔ن، ص309،317

[45]تکملہ،433/4،ابن سیدہ، علی بن اسماعیل، ابوالحسین، المحکم والمحیط الأعظم، محقق، عبدالحمید ھنداوی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ،1421ھ،301/9

[46]تکملہ،ج1،ص539

[47]ایضاً

[48]تکملہ،ج5،ص440۔441

[49]تکملہ،ج5،ص440

[50]تکملہ،ج6،ص485، مزید دیکھیں،تکملہ،382/2، 330/3۔331، 1/4۔2

[51]ایضاً

[52]تکملہ،ج5،ص429

[53]ماخوذ از تکملہ، ج5،ص429، فتح الباری، ج5،ص258

[54]تکملہ، ج5،ص430۔431

[55]تکملہ،430/5۔431،البیہقی، احمد بن حسین، کتاب الأسماء والصفات، محقق، الشیخ عماد الدین احمد حیدر، دار الکتاب العربي، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ،1415ھ،16/1۔24، ابن فورك، محمد بن الحسن بن فورك، کتاب مشکل الحدیث وبیانہ،دائرۃ المعارف العثمانیۃ، حیدر آباد، الطبعۃ الاولیٰ،1362ھ،ص6۔13